www.emarsiya.com

مرثیہ

ناگہاں پہونچے جومیداں میں جنابِ عباسؑ

درحالِ حضرت عباسؑ

سنہ تصانیف

1940

ناگہاں پہونچے جومیداں میں جنابِ عباسؑ

ناگہاں پہونچے جو میداں میں جناب عباسؑ
جست کی باگ فرس روک لیا بے وسواس
کر کے شیرانہ نظر فوج پہ دیکھا چپ و راس
رعب ہیبت یہ بڑھا گم ہوئے اعدا کے حواس
جو فنِ جنگ میں تھے ماہر و کامل دہلے
بھاگنے کی بھی نہ جرأت ہوئی یوں دل دہلے

(۲)

دل جو تھے خوفزدہ لرزہ بہ اندام تھے یل
ڈر یہ تھا پھرتی تھی ہر ایک کی آنکھوں میں اجل
تھا وہ سناٹا کہ سنسان تھا گویا جنگل
سب یہی کہتے تھے اب ہوتا ہے مقتل مقتل
آگئی آج قضا خیر کسی طور نہیں
اسداللہ کا ہے شیر کوئی اور نہیں

(۳)

تنگ جب عرصۂ تدبیر نظر آتا ہے
ایک حالت میں جواں پیر نظر آتا ہے
پنجۂ موت گلوگیر نظر آتا ہے
جو ہے وہ یاس کی تصویر نظر آتا ہے
بس ہے کیا بند اگر امن و اماں کا در ہو
دم ہے نکلا ہوا حس و حرکت کیوں کر ہو

www.emarsiya.com

(۴)

آپ مرکب پہ سنبھل بیٹھے بصد اوج و حشم
داہنی سمت پہ تعجیل کیا نصب علم
تن کے فرمایا سب آگاہ ہو کیوں آئے ہیں ہم
جو بہادر ہوں سُنیں ہوں وہ عرب یا ہوں عجم
دیکھو وہ سامنے لہراتا ہوا دریا ہے
پیاسے بچّوں کا یہ سوکھا ہوا مشکیزہ ہے

(۵)

رکھیں ہاتھ اپنے کلیجے پہ ہو جن کے اولاد
پانی ہو جائے گا سینے میں جو دل ہو فولاد
کہیں دنیا میں نہیں کوفہ سے بڑھ کر جلاد
ظلم یہ وہ ہیں زمانے کو جو رہ جائیں گے یاد
ہر طرف اس ستم و جور سے نفرت ہوگی
صبر شبیرؑ کی کونین میں شہرت ہوگی

(۶)

اسے کہتے ہیں حمیت اسے کہتے ہیں حیا
میہمانوں کا عرب کی ہے یہی قاعدہ کیا
تم سے جو کچھ ہے خطا دیں سے ہے بچّوں کی خطا
بے زبانوں پہ ستم ہے جری کا شیوہ
وعدہ پانی کا ہے آوارہ وطن بچّوں سے
مجھے لڑنا ہے وفا تشنہ دہن بچّوں سے

(۷)

ابھی سنتا ہوں سکینہؑ کا نہ سمجھو عباسؑ
پیاسی دو دن کی مجھی سے ہے لگائے ہوئے آس
کون ہوں کیا ہوں محبت میں کچھ اس کا نہیں پاس
تم سے کہتا ہوں بجھا لینے دو مظلوم کی پیاس
مجھ سے اس وقت میں لڑنا کوئی جانبازی ہے
چاہ سے بچّوں کی مجبور ہر اک غازی ہے

(۸)

پیاسے دو روز کے مارے ہیں وہ تم نے ستم
دھیان سے پانی کے شعلے ہیں بھڑکتے ہر دم
آپ شمشیر سے یہ آگ بجھاتے ابھی ہم
کیا کریں بیچ میں ہے پیاسی سکینہؑ کا قدم
حملہ کیوں کر ہو ابھی فکر تو پانی کی ہے
روکے اس شیرِ غضب ناک کو یہ بچّی ہے

(۹)

ان کی تقریر کا تھا عام دلوں پر جو اثر
سر جھکائے ہوئے خاموش تھا سارا لشکر
بعض ملعونوں کے تھے اشک رواں عارض پر
کسی بد بخت کی تھی آنسوؤں سے ڈاڑھی تر
پسرِ سعد کو لیکن نہ ترس آتا تھا
فکر یہ تھی کہ لہو خشک ہوا جاتا تھا

www.emarsiya.com

(۱۰)

غم و غصہ جو بڑھا سامنے آیا بے دیں
آتے ہی کبر و تکبر سے یہ بولا وہ لعیں
بے لڑے نہر پہ جانا کبھی ممکن ہی نہیں
رن ہے یہ خون سے رنگین ہو مقتل کی زمیں
دم اگر ہو عوض تشنہ دہانی لیجئے
بل پہ تلوار کے ہمت ہو تو پانی لیجئے

(۱۱)

ہر طرف آپ کی شہرت تھی بڑا سنتے تھے نام
طلب رحم جری ہو کے عجب کا ہے مقام
حکم شاہی کی ہے تابع یہ کوفہ و شام
قتل و غارت کے لئے آئے ترس سے کیا کام
تشنہ لب طفل رہیں جان کسی کی یا جائے
اپنے قابو میں کسی طرح بھی دشمن آ جائے

(۱۲)

یہ ستم اور یہ جفا ذکر کے قابل ہی نہیں
سختیاں ہوں گی ابھی وہ کہ جو دیکھی نہ سنیں
سلطنت سے جو پھرے اُس کا ٹھکانا ہے کہیں
آپ ہی کیجئے کریں بیعت حاکم شہِ دیں
کتنے مقتول ہوئے کرب و بلا کے رن میں
چین سے رہتے جو ریتی پہ پڑے ہیں بن میں

(۱۳)

سن کے فرمایا کیا بکتا ہے او ہرزہ سرا
شاہِ دیں مانتے غاصب کی حکومت کو بجا
قتل ساتھی جو ہوئے کیا ہوا انجام برا
ابدی عیش کی ظالم یہ ہلاکت ہے بنا
صدقے سب راحتیں ایسی تھی مصیبت اُن کی
کہہ رہی ہے یہ شہادت ہوئی جنت اُن کی

(۱۴)

ہو اگر یوں غمِ دنیا سے مفر کیا کہنا
گھر جو چھوٹے تو ملے خلد میں گھر کیا کہنا
اپنے انجام پہ جس کی ہو نظر کیا کہنا
راہِ خالق میں جو کٹ جائے یہ سر کیا کہنا
حاصلِ زندگی اپنا بھی یہی کاش رہے
ساتھ بچھڑے ہوئے لشکر کے میری لاش رہے

(۱۵)

قابل ذکر نہ تھے ہیں جو ستم بچوں پہ
بے زبانوں سے یہ کینہ ارے اللہ سے ڈر
درد دکھ ہیں وہ صغیروں کے ہو پانی پتھر
دل ذرا بھی نہ پسیجا ترا او بانیٔ شر
یہ وہ غم ہیں کہ ہوئے ہیں نہ اب ایسے ہوں گے
جن کو تو سخت کہے ظلم وہ کیسے ہوں گے

www.emarsiya.com

(۱۶)

خود نظیر اپنی ارے کیا یہ فسانہ ہوگا
اب کوئی طفل بھی پیکاں کا نشانہ ہوگا
کون ہے کس کا ہے حاکم کا زمانہ ہوگا
نہ تہِ خاک بھی لاشوں کا ٹھکانہ ہوگا
سر چڑھے نیزہ پہ تن خاک پہ ہو کچھ بھی ہو
سب گوارہ ہے ظفر دینِ محمدؐ کی ہو

(۱۷)

میں کہوں شاہؑ سے بیعت کو تو جل جائے زباں
تابعِ فاسق و فاجر ہو شہِؑ کون و مکاں
سجدہ شیطاں کو کرے رحمتِ خلاقِ جہاں
نہیں ممکن نہیں ممکن یہ عیاں را چہ بیاں
ورنہ اللہ و محمدؐ کا نہ پھر نام رہے
کعبہ بت خانہ جو بن جائے تو اسلام رہے

(۱۸)

نور سے جس کے بنایا گیا ہو خلدِ بریں
دوشِ محبوبِ خدا کا ہو مکیں عرش نشیں
اُس کا دنیائے دنی میں نہ ٹھکانا ہو کہیں
توبہ کر توبہ یہ کیا تو نے کہا او بے دیں
شاہِ دین ہیں ہوسِ تخت نہیں تاج نہیں
احتیاج ان کی ہے دنیا کو یہ محتاج نہیں

(۱۹)

جنت ان کے لئے ہے اور یہ جنت کے لئے
آئے دنیا میں تو ہم سب کی ہدایت کے لئے
ہوں گے کل حشر کے میداں میں شفاعت کے لئے
جتلا آج ہیں بخشائشِ امت کے لئے
بچے دنیا ہے سبق وعدہ وفائی ان کی
حق تو یہ ہے کہ خدا ان کا خدائی ان کی

(۲۰)

طلبِ رحم کی عادت نہیں او بد انجام
اور پھر اُن سے نہیں جانتے جو رحم کا نام
نہیں واقف کہ ہوں شبیرؑ سے آقا کا غلام
دکھ صغیروں کے سنائے تھے کہ حجت ہو تمام
شہِؑ مظلوم پہ جان اپنی فدا کرنا ہے
پانی لایا کہ نہ لایا مجھے لڑ مرنا ہے

(۲۱)

جس پہ پڑتی ہے وہی جانتا ہے او غدار
پانی بھرنا مجھے آسان ہے لانا دشوار
اس محل پر ہے بہادر سے بہادر ناچار
خون کے پیاسے ہیں رن میں قدر انداز ہزار
دل پہ قابو نہیں بچے جو ہر ایک پیاسا ہے
سنگ و آہن نہیں نافہم یہ مشکیزہ ہے

www.emarsiya.com

(۲۲)

درد و غم لاکھ ہوں لیکن مجھے معذور نہ جان
بزدلے جمع کئے ہیں تو انہیں سُور نہ جان
زندہ عباسؑ ہے شبیرؑ کو مجبور نہ جان
تیغ کھنچتی ہے قیامت کی گھڑی دور نہ جان
جن پہ غرّا ہے انہیں بھیج وہ روکیں آ کے
پانی اب نہر سے لیں گے تو لہو برسا کے

(۲۳)

آگے بڑھ کے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے یہ قدم
زور بازو تجھے دکھلائے گا اس تیغ کا دم
تو سمجھ سکتا نہیں ہم کو وہ جانباز ہیں ہم
کوئی کھاتا ہے وفا کی کوئی جرأت کی قسم
حلم یہ ہے سبقت کی نہیں عادت اپنی
فوج یہ کم ہے کہیں بڑھ کے ہے ہمت اپنی

(۲۴)

ناریوں کے جو نشاں ہیں وہ بڑھیں کالے نشاں
ہر طرف برسے لہو رنگِ شجاعت ہو عیاں
دلیں نامرد وہ مقتل کا ہو پرہول سماں
تان کے برچھے بڑھیں وہ جو چنندہ ہوں جواں
صف بہ صف راہ میں کھینچے ہوئے تلواریں ہوں
شیر یہ رکتا نہیں لوہے کی دیواریں ہوں

(۲۵)

کہہ کے یہ آپ نے رکھا جو سر دوش علم
خوف کے مارے یہ عجلت وہ ہٹا پچھلے قدم
مسکرا کے یہ کہا بھاگ نہ میداں سے بھم
کاٹ اس تیغ کا ہاں دیکھ تو لے او اظلم
ڈر سے چہرہ کا اُڑا رنگ بڑا بزدل ہے
سہل فوجوں کا لڑانا ہے وغا مشکل ہے

(۲۶)

آپ یہ کہہ رہے تھے سر بگریباں تھا لعیں
آئینہ کر رہی تھی غیظ و غضب چیں بہ جبیں
رعب عباسؑ سے تھا خائف و لرزاں بے دیں
ہر گھڑی خوف یہی مجھ پہ نہ ہو وار کہیں
دل پہ وہ غرّہ جو زخمِ زباں لے کے گیا
اپنے خیمہ کی طرف حکمِ وغا دے کے گیا

(۲۷)

طبلِ جنگی کا گرجنا تھا کہ گرجا بادل
طبقِ خاک ہلا بڑھنے لگے فوج سے مل
آگیا تیوری پہ شیرِ اسد اللہ کے بل
نعرہ شیرانہ کیا آپ نے گونجا جنگل
شور اعدا میں ہوا تیغِ جہانگیر کھنچی
نظر آتی ہے اجل موت کی تصویر کھنچی

www.emarsiya.com

(۲۸)

تیغِ عباسؑ سے میداں میں ہوا ہنگامہ
شانِ مستانہ سے مداح کا جھوما خامہ
رنگِ محفل جو بدلنے کو ہے ساقی نامہ
بادہ نوشوں کا ہوا تنگ خوشی سے جامہ
دور ساغر کے یہ باندھے ہیں سماں آنکھوں میں
لال ڈورے ہیں مسرت کے نشاں آنکھوں میں

(۲۹)

دل تڑپتا ہے یہ میخوار ہے مضطر ساقی
جگ ہونے کو ہے ہاں بادۂ اطہر ساقی
ڈر ہو حاسد کی نظر کا تو چھپا کر ساقی
کیسا ساغر مرا پیانۂ دل بھر ساقی
مئے سر جوش وہ ہو تا بہ ابد جوش رہے
دین کی فکر ہو دنیا کا نہ اب ہوش رہے

(۳۰)

جب پکارے تجھے مشکل میں برہمن ساقی
کس طرح چھوڑ دے میخوار یہ دامن ساقی
ہے اسی پھول میں فردوس کا گلبن ساقی
سوجھے کیا اُس کو ہے ناری تیرا دشمن ساقی
نہ پیوں میں تو قرار آئے گا کیوں کر مجھ کو
موجِ بادہ میں نظر آتا ہے کوثر مجھ کو

(۳۱)

مجھ سے اُس بادہ کی کس طرح ثنا ہو ساقی
جس کا جو گھونٹ ہو خالق کی رضا ہو ساقی
حشر تک مدح کروں حق نہ ادا ہو ساقی
مے وہ مئے دستِ خدا سے جو عطا ہو ساقی
صدقے میخوار ہر انداز کریمانہ ہے
جس جگہ چاہے تو ساقی وہیں میخانہ ہے

(۳۲)

تاب کیا ہے تیرا دشمن تیرا بد خواہ پیئے
دوست رکھتا ہو تجھے جو وہ حق آگاہ پیئے
کچھ تکلف نہیں گھر میں کہ سرِ راہ پیئے
یکی وہ مے ہے کہ ہمراہ گدا شاہ پیئے
طاعتِ حق کی ہے سرتاج اطاعت وہ ہے
جس سے مقبول عبادت ہو عبادت وہ ہے

(۳۳)

جس کے پینے سے ملے خلد کا جادہ وہ شراب
کم نہ ہو جتنی بھی پی جائے زیادہ وہ شراب
کردے دفتر کو گناہوں کے جو سادہ وہ شراب
خضر کو چاہ رہی جس کی وہ بادہ وہ شراب
وہی پی سکتا ہے فضلِ صمدی ہو جس پر
مے وہ مے صدقۂ حیاتِ ابدی ہو جس پر

www.emarsiya.com

(۳۴)

وقت کی فصل کی سن کی نہیں محتاج یہ مئے
کیف ہر آن ہے عقبیٰ کی ہے سرتاج یہ مئے
بگڑے کل حشر نہ کس طرح بچوں آج یہ مئے
پوچھو مومن سے نمازی سے ہے معراج یہ مئے
کر نہیں سکتا قبول ایزدِ غفار نماز
نشہ اس کا نہ ہو جب تک تو ہے بے کار نماز

(۳۵)

تیغ عباسؑ کھنچی رن میں ہوئی اک ہلچل
موت آنکھوں میں پھری ہوگیا مقتل مقتل
لڑنے مرنے پہ جو آمادہ تھے بڑھ آئے وہ یل
دم میں ہر سمت چمکنے لگے تلواروں کے پھل
رنگ چہرے کا بہادر کے نہ کیوں کر بدلے
خونی آنکھیں ہوئیں اور شیر کے تیور بدلے

(۳۶)

کوندی بجلی وہ گھٹا ڈھالوں کی اٹھی یکبار
لو برسنے لگی عباسِؑ علیؑ کی تلوار
دستے ابتر ہوئے سالم نہ رہی کوئی قطار
پیاسا سقہ ہے تو ڈوبے ہیں لہو میں سردار
اب نہ جرأت نہ شجاعت نہ کوئی ہوش میں ہے
جنگ ہے قہرِ خدا بحرِ فنا جوش میں ہے

(۳۷)

تیغ وہ جس نے کیا کفر کا سینہ صد چاک
مقتلِ کرب و بلا جس سے ہوا عبرت ناک
خوں میں نہلا دئے سفاک سے جو تھے سفاک
جس کے چلنے سے بندھی تا ابد اسلام کی دھاک
سکۂ ضرب کا منکر ہو یہ دم ہے کس کا
حشر تک اب نہ چلے نام چلے گا اس کا

(۳۸)

پور کاٹھی ہے کہیں ٹکڑے ہے تلوار کہیں
تہلکہ میں کہیں اسوار ہیں رہوار کہیں
تیغ سے اڑ گئے پیکاں کہیں سوفار کہیں
کہیں بسمل ہیں تو لاشوں کے ہیں انبار کہیں
ڈانڈیں ٹکڑے ہیں کہیں پھل ہیں کہیں بھالوں کے
پھول بکھرے کسی جا ٹوٹی ہوئی ڈھالوں کے

(۳۹)

چھوڑنا دشمنِ دیں کا یہ سمجھتی ہے گناہ
گئی خالی نہ کبھی جس سے کہ مظلوم کی آہ
سپر و خود و زرہ کاٹتی ہے مثلِ گیاہ
کبھی کھنچتی نہیں چلتی نہیں بے حکمِ الٰہ
کیوں نہ ہو ہمدمِ عباسؑ وفادار ہے یہ
قوتِ بازوئے شیرؑ کی تلوار ہے یہ

www.emarsiya.com

(۴۰)

بجلی اک کوندتی ہے چار طرف پھیلی ہے ضو
چوندھیائے ہوئے گر پڑتے ہیں وقتِ تگ و دو
تابش مہر سے اونچی جو ہوئی دے کے یہ لو
انگلیاں اٹھیں ہوا غل کہ وہ نکلا مہ نو
کتنا اک دن میں گھٹا یہ اثرِ غم دیکھو
انقلاب دہمِ ماہِ محرم دیکھو

(۴۱)

سمجھے غدار قضا کا ہے اشارہ یہی تیغ
باوفا کہتے ہیں ہے عرش کا تارا یہی تیغ
بے کس و تشنہ دہن شہؑ کا ہے پیارا یہی تیغ
پیاسے بچوں کا اخیری ہے سہارا یہی تیغ
محشر اس تیغ سے اب عرصۂ ہیجا ہوگا
نہر کے گھاٹ پہ خوں برسے گا قبضہ ہوگا

(۴۲)

مل کے پیتا نہیں اس تیغ کا مارا پانی
غرق ہے ہو گیا سر سے اُدھر اونچا پانی
جوہری دیکھ کے کہتے ہیں کہ ہے کیا پانی
آبِ شمشیر ہے یا نہر میں ٹھہرا پانی
ہوتا ہے سب پہ عیاں شور اماں ہونے سے
موت کے گھاٹ لعیں اترے رواں ہونے سے

(۴۳)

کام آتی ہے مجاہد کے ہے اسلامی تیغ
تیغ شیرِ اسد اللہ ہے ضرغامی تیغ
رہ کے عباسؑ کے قبضے میں ہوئی نامی تیغ
ظفرِ اسلام کی ہے کفر کی ناکامی تیغ
چمکی جب غل ہوا یہ جلوہ ہے کس کے دم کا
قسمتِ دینِ محمدؐ کا ستارہ چمکا

(۴۴)

دل مومن کی طرح اس کا صفا سینہ ہے
جوہرِ جرأتِ حامل کا یہ آئینہ ہے
عشقِ شبیرؑ یہ ہے خادمِ دیرینہ ہے
جس سے اسلام ترقی پہ ہو وہ زینہ ہے
کی مجاہد کی جو خدمت تو یہ عظمت ہوگی
مدحِ عباسؑ کے ساتھ اس کی بھی مدحت ہوگی

(۴۵)

ضرب خالی نہ گئی خوں میں تر ہوگئی تیغ
کسی مظلوم کی آہوں کا اثر ہوگئی تیغ
وار دشمن نے کیا جب تو سپر ہوگئی تیغ
کٹ کے سیف اُس کی گری وجہِ ظفر ہوگئی تیغ
آئی جھنکار سے آواز کہ یہ غالب ہیں
کیوں نہ ہوں ابنِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں

www.emarsiya.com

(۴۶)

تہلکہ ایسا وہ ہلچل کہ سبھی پر ہے اثر
ڈر سے ہیں ہوش و خرد باختہ فوجی افسر
تھے کہاں پہلے کہاں اب ہیں نہیں یہ بھی خبر
مٹھی میں ابن ید اللہ کی ہے سب لشکر
دیکھ کر دل تہ و بالا ہے ہر اک سینہ میں
فوج کا عکس ہے تلوار کے آئینہ میں

(۴۷)

عربی نسل کا وہ رخش کہ سبحان اللہ
دیکھ کر ٹھاٹھ ہر اک کہتا ہے بے ساختہ واہ
پریاں حیران ہیں اُڑنے سے تو ہے دنگ سپاہ
آگے یہ پیچھے ہزاروں کی ہے مشتاق نگاہ
صورتِ ابرِ غضب فوج پہ چھایا ہوا ہے
دل ہیں پامال کہ نظروں میں سمایا ہوا ہے

(۴۸)

لائقِ دید وہ دم جلوہ گری ہے یہ فرس
گوشۂ زین پہ پروانہ پری ہے یہ فرس
نظریں پڑتی ہیں کہ عیبوں سے بری ہے یہ فرس
زیبِ عباسؑ پہ ہے ایسا جری ہے یہ فرس
باوفا کیسا ہے پوچھو یہ وفاداروں سے
جنگ میں ڈرتا نہیں نیزوں سے تلواروں سے

(۴۹)

چلیاں ایسی حَسین آنکھیں بچھاتے ہیں حَسیں
دھوپ سے نعل جو لو دیتے ہیں روشن ہے زمیں
کیلیں چمکیں کہ تڑپنے لگے ہیرے کے نگیں
برق جو آلہ بنا کاوے پہ ڈالا جو کہیں
یہ تو یہ اس کی ہوا بھی کوئی کب پاتا ہے
ہاں بس اک نور کا ہالہ سا نظر آتا ہے

(۵۰)

مثلِ ضیغم یہ بڑھے جب صفِ ہیجا کی طرف
فتح ان کی تو ہزیمت ہوئی اعدا کی طرف
ڈر کے بھاگے جو لعیں چھپنے کو صحرا کی طرف
گھوڑا ڈالے ہوئے یہ بڑھ گئے دریا کی طرف
ہو کا عالم تھا بیاباں میں سناٹا تھا
رخ کئے نہر کا اک شیر چلا جاتا تھا

(۵۱)

ساقیا دور کہ یہ مرحلہ آساں ہو جائے
ہر اک اس بزم میں مستِ مئے عرفاں ہو جائے
پیاسے بچوں کی تسلی ہو وہ ساماں ہو جائے
قبضہ دریا پہ ہو یوں فوج یہ حیراں ہو جائے
وار ہر سمت رہیں خون سے میداں تر ہو
جھنڈا سقے کا گڑے گھاٹ پہ اک بھگدڑ ہو

www.emarsiya.com

(۵۲)

تیرے میکش کو نہیں بادۂ احمر درکار
نہ سبو اور نہ صراحی نہ ہے ساغر درکار
جنت و خلد سے مطلب ہے نہ کوثر درکار
جس سے سب کچھ ہے وہ ہستی کا ہے جوہر درکار
نگہ لطف سے ہے عہدہ برآئی اپنی
اک نظر دیکھ لے ہو جائے خدائی اپنی

(۵۳)

مجمع حشر میں شرمائے نہ تیرا میخوار
نیکیاں ہوں جو گناہوں کی جگہ روز شمار
تو وہ ہے رحمت حق کر نہیں سکتا انکار
اتنے عصیاں ہیں کہ بے گنتی ہیں ساغر درکار
ساعت اس وقت مرے واسطے معراج کی ہو
ظرف لطف کا پیمانہ عطا آج کی ہو

(۵۴)

حق جدا تجھ سے ہے یا حق سے جدا تجھ کو کہوں
توبہ توبہ ہوں نصیری کا خدا تجھ کو کہوں
ہر طرح سے ہوں میں حیران کہ کیا تجھ کو کہوں
حق بجانب ہے کہ خالق کی رضا تجھ کو کہوں
صدقے سو بار جناں وہ حشم و جاہ ملا
ساقیا جس کو ملا تو اُسے اللہ سے ملا

(۵۵)

وہ نگہبانوں میں دریا کے اُٹھا شور اماں
گھاٹ کی فوج بھی سب ہو گئی خوں میں غلطاں
بھاگتے پھرتے ہیں یہ کہتے ہوئے پیل تواں
غصہ کم کیجئے اب حُر شۂ تشنہ دہاں
روکئے ہاتھ علم تیغ شرر بار نہ ہو
حملہ اب کوئی پئے حیدرِ کرار نہ ہو

(۵۶)

مل گئی خوب ہمیں اپنے گناہوں کی سزا
رحم ہو رحم بس اب اے اسدِ شیرِ خدا
دشت تیرا ہے ترائی تیری دریا تیرا
واسطہ پیاسی سکینہؑ ہی کا بھر مشکیزہ
ہم کو پینے کی رضا دے نہ رضا دے چاہے
نام پہ پیاسے شہیدوں کے لٹا دے چاہے

(۵۷)

نعرے مڑ مڑ کے یہ ہیں جنگ میں کرتے ہو قصور
بھالے ہاتھوں میں ہیں اس پر بھی بنے جاتے ہو دور
لاشے ہیں ٹھوکروں میں اُن کے جو تھے فوج میں سور
ہے سزا اُس کی جو سمجھے شۂ دیں کو مجبور
جامِ کوثر بھی منگانے سے نہیں قاصر ہیں
دین و دنیا کے ہیں مختار مگر صابر ہیں
(آخری تین بند مرثیہ اول حضرت عباسؑ سے لئے گئے۔ فریدؔ)